بدعتِ حسنہ؟

شرعی اصطلاح میں جس چیز کو 'بدعت' کہتے ہیں، اس کی کوئی قسم حسنہ نہیں ہے، بلکہ ہر بدعت سیئہ اور ضلالہ ہی سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے: كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ البتہ لغوی اعتبار سے محض نئی بات کے معنی میں بدعت حسنہ بھی ہوسکتی ہے اور سیئہ بھی۔ عربی زبان میں 'بدعت' کا لفظ قریب قریب اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں لفظ 'جدت' ہم اُردو میں استعمال کرتے ہیں، یعنی ایک نئی بات جو پہلے نہ ہوئی ہو یا جس کی کوئی مثال موجود نہ ہو۔ لیکن شریعت میں یہ لفظ اس وسیع مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا، نہ اس مفہوم میں ہرنئی چیز یا ہرنئے کام اور طریقے کو گمراہی قرار دیا گیا ہے۔ شرعی اصطلاح میں ''بدعت سے مراد یہ ہے کہ جن مسائل و معاملات کو دین اسلام نے اپنے دائرے میں لیا ہے، اُن میں کوئی ایسا طرزِ فکر یا طرزِعمل اختیار کرنا، جس کے لیے دین کے اصلی مآخذ میں کوئی دلیل و حجت موجود نہ ہو''۔ اس تعریف کی رُو سے وہ مسائل و معاملات، یا مسائل و معاملات کے وہ پہلو جن سے دین نفیاً یا اثباتاً کوئی تعرض نہیں کرتا، جن کے متعلق صاحبِ شریعت نے خود فرمادیا کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ، بدعت وسنّت کی بحث سے خودبخود خارج ہوجاتے ہیں۔

کسی چیز کے بدعت ہونے یا نہ ہونے کا سوال صرف اُنھی اُمور میں پیدا ہوتا ہے، جن میں انسان کی رہنمائی کرنا دین نے اپنے ذمّہ لیا ہے اور جن میں اللہ اور اس کے رسولؐ نے احکام دیے ہیں یا اصولی ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ خواہ وہ عقائد اور خیالات وتصورات کے باب سے تعلق رکھتے ہوں، یا اخلاق سے، یا عبادات اور مذہبی رسوم سے، یا معاشرت، تمدن، سیاست، معیشت اور دوسری اُن چیزوں سے، جنھیں عام طور پر دنیوی معاملات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان اُمور میں جب کوئی ایسی بات کی جائے گی، جس کے ماخذ کا حوالہ خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی تعلیم و ہدایت میں نہ دیا جاسکتا ہو، یا جس کے حق میں دین کے اِن مآخذ اصلیہ سے کوئی معقول دلیل نہ پیش کی جاسکتی ہو، تو وہ بدعت ہوگی۔ اور اگر وہ کتاب وسنّت کی تعلیمات کے خلاف پڑتی ہو تو اس پر محض بدعت کا نہیں بلکہ فسق اور معصیت کا اطلاق ہوگا۔

'بدعت' کے شرعی مفہوم کی اس تشریح کے بعد یہ بات محتاجِ کلام نہیں رہتی کہ اس معنی میں جو چیز بدعت ہو اُس کے حسنہ ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، وہ تو لازماً سیئہ ہی ہوگی اور اس کو 'سیئہ' ہی ہونا چاہیے، کیوں کہ دین نام ہے اُس نظام کا جو خدا اور اس کے رسولؐ کی تعلیم وتربیت پر مبنی ہو۔ اور اس نظام میں بہرحال ایسی کوئی چیز داخل نہیں ہوسکتی، جو اس تعلیم و ہدایت پر مبنی نہ ہو۔ ایسی کوئی چیز جب بھی اس میں داخل ہوگی، اس نظام کے مزاج اور اس کی ترکیب کو بگاڑ دے گی۔ پھر کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی بگاڑنے والی چیز حسنہ بھی ہو؟

(رسائل ومسائل، سیّدابوالاعلیٰ مودودی، ترجمان القرآن، جلد۴۹، عدد۱-۲، صفر ۱۳۷۷ھ، نومبر ۱۹۵۷ء، ص ۹۹-۱۰۱)